Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

عصر حاضر میں اقلیتوں کیساتھ معاشرتی تعلقات کی نوعیت، ضرورت اور افادیت کی ممکنہ صورتیں (صوبہ پنجاب کے تناظر میں)

The Nature of social relations with minorities, necessity and possible forms of usefulness (in the context of Punjab province)

Muhammad Aslam Rabbani
Assistant Professor, Govt Graduate College Daska
Doctoral Candidate, Islamic Institute & Shariah, Muslim Youth University Islamabad
rabbanimuhammadaslam@gmail.com
Wajid Irshad
Phd Scholar Gift University Gujranwala
wajid.babber018@gmail.com

ABSTACT:

Minority refers to a group, group or class that is small in number. To clarify the meaning of minority, we can say that group, group or class that is numerically smaller than any other group or group or any other group. For a religion that has a small number of followers in a region, state, province or country compared to the total population, the people there will be called a minority. , Hindus and Sikhs are minorities. After the Second World War, Article 55 of the United Nations Charter stipulated in the fundamental rights that to solve the human, social, economic, cultural and political problems in this charter, the United Nations at the global level. The purpose of the establishment is to achieve international cooperation for the promotion and encouragement of human rights and the provision of basic moral freedoms without any racial, professional, linguistic or sexual discrimination.

On June 26, 1945, these basic human rights were included in the United Nations Charter, while fourteen and a half hundred years ago today, the Prophet Muhammad, peace be upon him, gave mankind the first written document and historical practical document in the form of the Treaty of Medina. The Treaty of Medina not only It has the distinction of being the world's first multicultural written constitution, but it also has the highest constitutional and constitutional characteristics in terms of its own subject and mafia, and also a comprehensive and scholarly image of Islamic civilization. Islamic civilization is a flexible civilization which There is protection of the rights of not only Muslims but all social classes related to humanity.

اقلیت سے مراد ایسی جماعت، گروہ یا طبقہ ہے جو تعداد میں کم ہو اقلیت کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ گروہ، جماعت یا طبقہ جو عدد اعتبار سے کسی دوسرے طبقے گروہ یا جماعت سے چھوٹا ہو یا کسی بھی خطے علاقے، ریاست، صوبے یا ملک میں پیروکاروں کی کل آبادی کے مقابلے میں کم تعداد رکھنے والے مذہب کے لیے وہاں کے لوگوں کو اقلیت کہا جائے گا جیسے ہندوستان، امریکہ، آسٹریلیاں میں مسلمان اقلیت ہیں جبکہ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں مسیحی، ہندو اور سکھ اقلیت ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 55 میں بنیادی حقوق میں طے کیا گیا کہ انسانی، سماجی، اقتصادی، ثقافتی وسیاسی مسائل کو حل کرنے کے لیے اس چارٹر میں عالمی سطح پر اقوام متحدہ کے قیام کا مقصد، بین الاقوامی تعاون کا حصول ہو تاکہ انسانی حقوق کے فروغ اور حوصلہ افزائی ہو سکے اور بغیر کسی نسلی، مسلکی، لسانی اور جنسی امتیاز کے بنیادی اخلاقی آزادیوں کی فراہمی ممکن ہو

26 جون 1945 میں اقوام متحدہ کے چارٹر میں ان بنیادی انسانی حقوق کو شامل کی گیا جبکہ آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے میثاق مدینہ کی صورت میں انسانیت کو پہلا تحریری دستو اور تاریخی عملی سند عطا فرمائی۔ میثاق مدینہ نہ صرف دنیا کا پہلا ملٹی کلچر تحریری دستور ہونے کی وجہ سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اپنے نفس مضمون اور مافیہ کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ترین آئینی و دستوری خصوصیات کا حامل بھی ہے اور تہذیب اسلامی کی جامع اور علمی تصویر بھی۔ تہذیب اسلامی لچکدار تہذیب جس میں نا صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانیت سے وابستہ معاشرتی طبقات کے حقوق کا تحفظ موجود ہے۔

مختلف ادوار میں اقلیتوں کیساتھ تعلقات

تاریخ پنجاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ اقلیتوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی کوشش ہر دور زمانہ میں کی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ بین المذاہب رواداری و ہم آہنگی کی کوششیں عہد نبوی، عہد خلافت راشدہ، عہد بنوامیہ اور عہد بنوعباس کے بعد برصغیر پاک و ہند بالخصوص پنجاب کی تاریخ میں بھی ملتی ہیں لہذا اس فصل میں پنجاب میں اقلیتوں کے ساتھ تعلقات کا جائزہ پیش کریں گے

محمد بن قاسم

عماد الدین محمد بن قاسم بنوامیہ کے مشہور سپہ سالار محجاج بن یوسف کا بھتیجا تھا محمد بن قاسم 694ء میں طائف میں پیدا ہوا حجاج بن یوسف نے بصرہ کی گورنری محمد بن قاسم کے والد قاسم کو سونپی تقریباً 5 سال کی عمر میں محمد بن قاسم کے والد انتقال کر گئے محمد بن قاسم کی فتوحلت کا سلسلہ ۷۱۱ء میں شروع ہو گیا تھا جو ۷۱۳ تک جاری رہا اس نے سندھ کے اہم علاقے فتح کیے اور ملتان کو فتح کر کے سندھ کی فتوحات کا سلسلہ مکمل کیا اس نے تقریباً 4 سال یہاں گزارے اس کے اخلاقی کردار کا اندازا اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک غیر قوم اس کی مرید ہو گئی وہ ایک باہمت، رحم دل، بامروت اور ملنسایہ انسان تھا محمد بن قاسم جب ہندوستان سے رخصت ہونے لگا تو اس کے جانے پر اظہار افسوس کیا گیا اور اس کی وفات پر شہر کیرج کے ہندوؤں اور بدھوؤں نے اپنے شہر میں ان کا مجسمہ بنا کر اپنی عقدت کا اظہار کیا محمد بن قاسم کی فتح سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور عملی ہر اعتبار سے بے شمار اثرات کی حامل تھی۔[i]

محمد بن قاسم نے جب ملتان اور سندھ کو فتح کیا تو ہندوؤں کے ساتھ رواداری ہمدردی اور ہم آہنگی پر مبنی روابط قائم کیے ان کے ساتھ نا صرف مذہبی رواداری کا برتاؤ کیا بلکہ انہیں معاشرتی و معاشی لحاظ سے بھی کافی عہدوں سے نوازا محمد بن قاسم نے رعایا کی مذہبی آزادی باہمی رواداری کے اصول واضح کیے اور اعلان کیا کہ برہمن اپنے مندر تعمیر کروائیں اس کے علاوہ ملکی محاصل سے 3% حصہ مندروں کے خرچ کے لیے جاری رکھا[ii]

حجاج بن یوسف کا فرمان

ابو محمد حجاج بن یوسف بنوامیہ کا ایک جرنیل، ظالم اور سفاک، سخت گیر گورنر تھا امور حکومت کو مستحکم اور مضبوط بنانے میں اس کا بڑا ہاتھ ہے ۷۳ھ میں مکہ کا محاصرہ کیا جو سات ماہ تک جاری رہا اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ اسکے حکم سے قرآن مجید پر اعراب لگائے گئے اور اس نے ہندوستان میں اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک سے منع کیا۔[iii]

ایک مرتبہ برہمنوں کے ایک وفد نے شکایت کی کہ ان کا اثر و رسوخ اور ذرائع آمدن ختم ہو گئے ہیں ہمارے اثر رسوخ قائم کئے جائیں اور مندروں کو نقصان نہ پہنچایا جائے چنانچہ محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو خط لکھا اور برہمنوں کے مطالبات بتائے حجاج بن یوسف کا جواب ملتے ہی محمد بن قاسم نے اقلیتوں کو وہی مقام دیا جو اسلام نے یہود و نصاری کے لیے روا رکھا تھا حجاج نے لکھا کہ جو لوگ تمہارے فرمانبردار ہیں انہیں امن وامان دو یمین الدولہ ابوالقاسم محمود ابن سبکتگین المعروف محمود سلطان غزنوی ایک بہت ہی بہادر اور اچھا حکمران گزرا ہے جس کی ہندوستان پر حکومت ۹۹۹ سے ۱۰۳۰ تک قائم رہی اس نے برصغیر پاک و ہند پر 17 حملے کیے تھے ان حملوں کا سبب اہل ہند کے شرارتیں تھیں جن سے مجبور ہو کر اس نے اس خطے پر کامیاب مسلمان حکومت کی بنیاد رکھی۔

غزنوی دور حکومت

محمود غزنوی نے ملتان کے حاکم پر حملہ کرنے کے لیے ایک ہندو جنرل کا انتخاب کیا سلطنت دہلی کے دور میں سونے کے سرکاری سکوں پر لکشمی دیوی کی تصویر ہوتی تھی معروف و مشہور تاریخی عمارتوں کی تعمیر میں غیر مسلم ماہرین تعمیر اور مزدور شامل ہوتے تھے[iv]

سلطان محمود غزنوی ایک بہادر اور دلیر جرنیل تھا جسے کسی بھی مہم یا جنگ میں شکست نہ ہوتی اس نے فتوحات کے دوران نا صرف پنجاب کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کیا بلکہ ہندوستان سے جاتے ہوئے مال و دولت کے علاوہ یہاں کے کاریگروں، ہنرمندوں اور دست کاروں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تاکہ اپنے ملک کی تزئین و تعمیر کر سکے سلطان نے غیر مسلموں سے مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے نا صرف ہندوؤں کو فوج میں جگہ دی بلکہ دیگر اہم عہدوں پر بھی فائز کیا۔

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بت پرستی کی آزادی

محمود غزنونی نے ہندو سپاہیوں کو سنکھ بجانے اور بتوں کی پوجا کرنے کی اجازت دے رکھی تھی سلطان محمود غزنوی کے بھائی نے ہندو ملزم کو باندھ کر بیس کوڑے سزا دی جب محمود غزنوی کو علم ہوا تو اس نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ خدا کی جواب دہی سے نہیں ڈرتے اور وہ ایک ماہ ناراض رہے محمود غزنوی طویل عرصہ لاہور اور گجرات میں رہا مگر اس نے کبھی بھی کسی غیر مسلم کو جبراً مسلمان نہیں بنایا محمود غزنوی نے ایک ذات کے ہندو کو عربی اور فارسی میں مہارت کی وجہ سے اعلیٰ عہدے عطا کیے اور اس کی وفاداری کی وجہ سے اسے کئی قلعے بھی بخشے (v)

ظہیرالدین بابر

ظہیر الدین محمد بابر نے آج سے تقریبا 500 سال قبل 1526 میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی جس کے قبضے میں اپنے عروج کے زمانے میں دنیا کی ایک چوتھائی سے زائد دولت تھی اور جس کا رقبہ برصغیر افغانستان تک محیط تھا جو اپنے آپ میں بے نظیر تھی اکثریتی ہندو طبقہ باہر سے آنے والوں کو حملہ آور غاصب لیٹرا، ہندو دشمن اور ظالم جابر بادشاہ سمجھتے ہیں لیکن بابر نے اقلیتوں کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار تعلقات رکھنے کی کوشش کی۔(vi)

مغلیہ خاندان کے چشم وچراغ ظہیرالدین بابر نے بارہ سال کی عمر سے اڑتالیس برس کی عمر تک کامیابی سے بادشاہت کی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا اس نے بہت کم عرصہ میں سمجھ لیا تھا کہ جب تک ملک میں بسنے والی اقلیتوں کے مذہبی جذبات واحساسات کا احترام نہ کیا جائے اور مذہبی آزادی ورواداری کا سلوک نہ کیا جائے اس وقت تک اس کی حکومت کامیاب نہیں ہو سکتی۔

ہمایوں کو وصیت

ظہیرالدین بابر نے بیٹے کو وصیت کی کہ اس ملک میں مختلف مذاہب کو ماننے والے لوگ بستے ہیں جو اللہ کی نعمت ہے ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لینا کسی کی عبادت گاہ کو مسمار نہ کرنا اقلیتوں کے حقوق جان، مال، عزت وآبرو کی حفاظت کرنا کسی کے مذہبی جذبات کو مجروح نہ کرنا

عالمگیر

محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر کے دور میں ہندوستان دنیا کا امیر ترین ملک تھا دنیا کی کل GDP کا ایک چوتھائی حصہ پیدا کرتا تھا امریکی تاریخ دان آڈرے ٹرسچکی نے اپنی کتاب اورنگزیب دامین اینڈ دامتھ میں بتایا کہ یہ خیال غلط ہے کہ اورنگزیب نے مندروں کو اس لیے مسمار کیا کہ وہ ہندوؤں سے نفرت کرتا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ اورنگزیب کی اسی تصویر کے لیے انگریزوں کے زمانے کے مؤرخ ذمہ دار ہیں جو انگریزوں کی پالیسی پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو تحت ہندو مسلم مخالفت کو فروغ دیتے تھے۔

اورنگزیب نے 49 سال تک 15 کروڑ لوگوں پر حکومت کی ان کے مطابق یہ ایک غلط فہمی ہے کہ اورنگزیب نے ہزاروں ہندو مندر تڑوائے ان کا مزید کہنا تھا کہ اورنگزیب کے دور حکومت میں کچھ ایسا نہیں ہوا جس سے ہندوؤں کا قتل عام ہوا ہو اور نگزیب نے اپنی حکومت کے بہت سے اہم عہدوں پر ہندؤں کو فائز کیا۔ عالمگیر کے زمانے کو عہد بدنام کہا جاتا ہے مگر اس نے مندروں کے لیے جاگیریں دی اقلیتوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا۔(vii)

سلطان صلاح الدین ایوبی

سلطان صلاح الدین ایوبی نے اقلیتوں کو مذہبی آزادی دی یہ ترک حاکم کی رحمدلی، ہمدادری اور رواداری کی عمدہ مثال ہے اس نے بیواؤں میں خیرات تقسیم کی، زخمیوں اور قیدیوں کی دیکھ بھال کی اس کی سخاوت وفیاضی مذہبی ہم آہنگی کے لیے بہترین وعمدہ مثال کا درجہ رکھتی ہے
صلاح الدین ایوبی نے اپنے دور حکومت میں اقلیتوں کے حقوق کا مکمل خیال رکھا اور پر امن ماحول کے لیے ہر وقت کوشاں رہا۔

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سلطان محمد صلاح الدین ایوبی نے بلا تفریق مذہب اور رنگ و نسل کے پوری رعایا کے ساتھ انصاف قائم کیا مال غنیمت کی تقسیم مساوی اصولوں پر کی ،غریبوں کا حصہ محفوظ کیا جاتا، غیر مسلم رعایا کے ساتھ مذہبی رواداری کی وصیت کی جاتی۔(viii)

عورتوں کے ساتھ سلوک

سلطان کے پاس بیوائیں اور بیٹیاں روتی ہوئی آئیں کہ ان کے شوہر قید ہیں یا انتقال کر گئے وہ فدیہ کہاں سے ادا کریں یہ سن کر سلطان کی آنکھیں بھر آئیں اور ان کے شوہروں کو آزاد کر دیا گیا اس کے بعد سلطان محمد قاسم اور ہارون جان شروانی نے بھی اپنے اپنے ادوار میں اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی کا خیال رکھا۔

جلال الدین اکبر

جلال الدین محمد اکبر ایک مضبوط شخصیت اور کامیاب جرنیل تھے اس نے آہستہ آہستہ مغل سلطنت کو وسعت دی اکبر نے نہ صرف اقلیتوں کے ساتھ مذہبی رو داری اور برداشت اور حسن وسلوک کا رویہ اختیار کیا بلکہ اقلیتوں کو اس قدر مان سے نوازا کہ اس کے ایمان کو بھی مشکوک سمجھا جانے لگا اکبر نے اقلیتوں کو سہولیات دیں ان کے حقوق کا تحفظ کیا مراعات فراہم کی اور اعلی عہدوں پر فائز کیا(ix)

اکبر نے نہایت اعلی دماغ پایا تھا۔ابوالفضل اور فیضی جیسے عالموں کی صحبت نے اس کی ذہنی صلاحیتوں کو مزید جلا بخشی اس نے اس حقیقت کا ادراک کر لیا تھا کہ ایک اقلیت کسی اکثریت پر اس کی مرضی کے بغیر زیادہ عرصے تک حکومت نہیں کر سکتی۔اس نے ہندوؤں کی تالیف قلوب کی خاطر انہیں زیادہ سے زیادہ مراعات دیں اور ان کے ساتھ ازدواجی رشتے قائم کیے اکبر نے ایک ہندو عورت جودھا بائی سے بھی شادی کی جو اس کے بیٹے جہانگیر کی ماں تھی جودھا بائی نے مرتے دم تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ نیز دین الٰہی کے نام سے ایک نیا مذہب بھی جاری کیا۔جو ایک انتہا پسندانہ اقدام تھا اور اکبر کے ہندو دوستوں کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ تھا۔دین الٰہی کی وجہ سے اکبر مسلمان امرا اور بزرگان دین کی نظروں میں ایک ناپسندیدہ شخصیت قرار پایا وہ خود ان پڑھ تھا لیکن اس نے دربار میں ایسے لوگ جمع کر لیے تھے جو علم وفن میں نابغہ روزگار تھے انہی کی بدولت اس نے بچاس سال بڑی شان و شوکت سے حکومت کی اور مرنے کے بعد اپنے جانشینوں کے لیے ایک عظیم و مستحکم سلطنت چھوڑ گیا۔اکبر کا دین الٰہی کافی مقبول ہوا جس کی وجہ اس میں میانہ روی کی موجودگی تھی۔

اکبر نے ہندو راجاؤں کی ہمدردی کے حصول کے لیے ہندو عورتوں سے شادی کی بیٹے جہانگیر کی شادی راجا کی پوتی سے کی ہندو بیویوں کے لیے مندر بنائے گئے گائے کی قربانی ممنوع قرار دی اور ہندوؤں کا جزیہ معاف کر دیا اکبر کے دور حکومت میں غیر مسلموں پر سے جزیہ دینے کی پابندی اٹھالی گئی تھی اور اس کے دربار میں کئی ہندو وزیر اور مشیر شامل تھے۔اورنگزیب نے کئی پرانے مندروں کی مرمت اور نئے مندروں کی تعمیر کے لیے چندہ دیا۔ٹیپو سلطان کے وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف دونوں برہمن تھے اور 136 مندروں کو سلطان کی جانب سے سالانہ امداد ملا کرتی تھی۔1857ء کی جنگ میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر کمپنی فوج جس میں بیشتر فوجی مسلمان تھے کا مقابلہ کیا۔

قائداعظم اور اقلیتیں

یہ ہماری خوش بختی تھی کہ نئی مملکت کو قائداعظم جیسا ایک عظیم لیڈر میسر آیا تھا جس کی قیادت میں قیام پاکستان کی تحریک چلی تھی وہ در حقیقت ایک وژن رکھتے تھے کہ کسی بھی ریاست میں اقلیتوں کی اہمیت وافادیت اور حقوق کیا ہوتے ہیں۔

تقسیم کے وقت حالات نے انسانی تاریخ میں ایک نئی کروٹ لی تھی تاریخ کی بہت بڑی ہجرت عمل میں آرہی تھی،فسادات میں لاکھوں انسانی جانوں کا ضیاع بھی ہو رہا تھا،ایسے وقت میں پاکستان میں موجود ہندو، پارسی، بہائی، مسیحی، سکھ، بدھ اور چند یہودی برادریوں اور خاندانوں کو جان ومال کے تحفظ اور حقوق کے ضمانت کی ضرورت تھی، یہ ضمانت عملی طور پر قائداعظم نے فراہم کی تھی،ہندو قوم پورے متحدہ ہندوستان میں غالب ترین اکثریت تھی، لیکن ہندوستان میں غالب ترین اکثریت ہونے کے باوجود تقسیم کے بعد پاکستان میں ہندو اقلیت میں تبدیل ہو چکے تھے۔

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

قائداعظم محمد علی جناح کی گیارہ اگست والی تقریر میں مدلل اندازاور دوٹوک الفاظ میں اقلیتوں کو تمام حقوق کی فراہمی کی واشگاف الفاظ میں یقین دہانی ملتی ہے۔ان کی دستور سازاسمبلی سے خطاب کااقتباس نقل کررہاہوں" آپ آزادہیں، آپ آزادہیں اپنے مندروں میں جانے کے لیے، آپ آزادہیں اپنی مسجدوں میں جانے کے لیےاور ریاست پاکستان اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے، آپ کا تعلق کسی بھی مذہب،ذات یانسل سے ہو، ریاست کااس سے کوئی لینادینا نہیں ہے صرف یہی نہیں بلکہ انھوں نے بے شمار مقامات پہ تقریروں کے درمیان عندیہ دیا کہ وہ پاکستان میں اقلیتوں کو مساوی حقوق فراہم کریں گے۔ قائداعظم نے عملی طور پر پہلا کام تو یہ کیا کہ پاکستان بنتے ہی 17 اگست کو جو پہلا اتوار آیااس دن کراچی کے ایک چرچ کی دعوت پہ وہاں گئے تھینکس گونگ کی تقریب میں شرکت کی فاطمہ جناح بھی ان کے ساتھ تھیں، وہاں انھوں نے پھر سے یہ بات دہرائی کہ پاکستان میں مسلم غیر مسلم کی تفریق ہر گز نہیں ہو گی، سب کے لیے برابری کااشارہ دیااور واپس آ گئے۔(x)

آئین پاکستان اور اقلیتیں

آئین پاکستان کو پاکستان کادستور اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کاآئین مجریہ 1973ء بھی کہتے ہیں۔

آئین یعنی دستور کی تعریف بنیادی قواعد یا تسلیم شدہ نظائر کے ایک مجموعہ کے طور پر کی جاسکتی ہے جسکے مطابق ایک ریاست پر حکمرانی ہوتی ہے در حقیقت ایک آئین ان قواعد کی تعریف بیان کرتا ہے جن پر ریاست کی بنیاد ہوتی ہے بلکہ اس طریق کار کی بھی تعریف بیان کرتا ہے جسکے ذریعے ملکی قوانین بنتے ہیں سادہ الفاظ میں ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ ریاستی امور کو چلانے کے قوانین کو آئین یا دستور کہا جاتا ہے۔آئین تحریری یا غیر تحریری شکل میں ہو سکتا جیسا کے امریکی آئین تحریری شکل میں ہے جبکہ برطانوی آئین کو غیر تحریری تصور کیا جاتا ہے۔ پاکستانی آئین اک ایسی بنیادی دستاویز ہے کہ جو کسی ادارے یا فرد کی ملکیت نہیں بلکہ اس دستاویز تک رسائی کے لیے کسی ادارے کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔کسی بھی جمہوری ملک میں عوام کے بنیادی حقوق کا عوام الناس کو جاننا بے حد ضروری ہے۔

آرٹیکل نمبر 20

ہر شہری کو اپنے مذہب پر ایمان رکھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کا حق حاصل ہو گا۔

آرٹیکل نمبر 21

ہر مذہبی طبقے اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے اور ان کی سر پرستی کا حق حاصل ہو گا۔

آرٹیکل نمبر 22

کسی تعلیمی ادارے میں مذہبی تعلیم حاصل کرنا، مذہبی عبادت یا مذہبی تقریب میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ تعلیم، عبادت یا تقریب اس کے اپنے مذہب کہ خلاف ہو۔

آرٹیکل نمبر 25

قانون کی نظر میں تمام پاکستانی شہری مساوی حیثیت رکھتے ہیں اور تحفظ کے مستحق ہیں لہذا عوامی سیر و تفریح کے ایسے مقامات جو صرف مذہبی مقاصد کہ لیے مخصوص نہ ہو کسی شہری کے لیے کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

آرٹیکل نمبر 36

حکومت اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا تحفظ کرے گی انھیں صوبائی اور وفاقی حکومتوں میں نمائندگی بھی دی جائے گی۔

مندرجہ بالا دفعات محض کوئی کاغذی کاروائی نہیں ہے بلکہ پاکستانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پاکستان نے اقلیتوں کو پورا پورا تحفظ دیا ہے۔

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تعلیمی اداروں کا کردار

معاشرے افراد سے وجود میں آتے ہیں اور اگر فرد اچھی تعلیم و تربیت کا حامل ہو تو معاشرے کے حسن کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ انسان کی زندگی کا بہترین دور تعلیمی اداروں اور طالب علموں کے سنگ گزرتا ہے اور انسان کی سیرت بنانے میں، اس کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اور اس کا نصب العین بنانے میں تعلیمی ادارے اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں؟ بلکہ اگر میری رائے پوچھیے تو میں کہوں گا کہ والدین کے بعد انسان کی تربیت کی ذمہ داری اگر کسی پر عائد ہوتی ہے تو وہ اساتذہ اور تعلیمی ادارے ہیں۔ تعلیمی ادارے تربیت میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اچھے برے کی پہچان اور ہر مادی و غیر مادی چیز کا خوردبینی مشاہدہ تعلیم و تعلیمی ادارے سکھاتے ہیں آئین پاکستان اقلیتوں کو برابر کے حقوق فراہم کرنے پر زور دیتا ہے ذیل میں ان دفعات کا حوالہ پیش کرتے ہیں جن میں اقلتوں کے حقوق کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

موجودہ پنجاب اور اقلیتوں سے تعلقات

پنجاب میں مغلیہ دور سے آج تک اقلیتوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے موجودہ پنجاب میں مسیح، ہندو اور سکھ موجود ہیں جب ہم پنجاب میں اقلیت کے ساتھ تعلقات، ان کے حقوق اور مذہبی ہم آہنگی کی بات کرتے ہیں تو اس کا آغاز قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہو گیا تھا پاکستانی پرچم میں سفید رنگ اقلیتوں کی نمائندگی کرتا ہے قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی تقریر میں الفاظ ہیں پاکستان میں اقلیتوں کے مساوی حقوق ہونگے انہیں جائز حد تک ہر ممکن آزادی دی جائے گی۔

آپ نے اقلیتوں کے بارے میں فرمایا آپ اپنے مذاہب و عقائد میں آزاد ہیں آپ کو اپنی عبادت گاہوں میں جانے کی مکمل آزادی حاصل ہے آج ہم اس بنیادی اصول سے زندگی کی شروعات کرتے ہیں کہ ہم سب پاکستانی ہیں قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۱ اگست کو فرمایا آپ آزاد ہیں اپنے مندروں میں جانے کے لئے، مسجدوں میں جانے کے لئے، آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، رنگ، نسل سے ہو ریاست کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں اس کے بعد پنجاب میں برسر اقتدار آنے والی ہر حکومت نے اقلیتوں سے خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کی ممکن و جائز کوشش کی خواہ وہ جنرل ضیاء الحق ہو یا جنرل پرویز مشرف، منظور وٹو ہو یا شہباز شریف، نواز شریف ہو یا محترمہ بے نظیر بھٹو ممنون حسین ہو یا عارف علوی۔

وزارت مذہبی امور

منسٹری آف ریلیجس آفیئرز وزارت مذہبی امور کی سرکاری ادارہ ہے جو مذہبی معاملات کا ذمہ دار ہے مثلاً ملک کے اندر اور بیرون ملک مذہبی حالات و واقعات کی مکمل ذمہ داری قبول کرنا ہے بیرون ممالک زیارت کے لیے روانگی بالخصوص بھارت، ایران، عراق اور سعودی عرب کا ذمہ دار ہے۔ (xi)

قومی یکجہتی ملک پاکستان کی ضرورت ہے، پیغام پاکستان کو ہر گھر کی آواز بنا دیں گے۔ پاکستان کا امن خطے کے امن کو مضبوط کرے گا۔ ملک دشمن طاقتوں کی سازشیں ناکام ہوئی ہیں اور آئندہ بھی ناکام ہوتی رہیں گی۔ پاکستان نے خطے کے امن لیے قابل تحسین کوششیں کی ہیں۔ پاکستان کا دفاع مضبوط ہاتھوں میں ہے اور اسے اور زیادہ مضبوط بنائیں گے۔ افواج پاکستان اور سیکورٹی اداروں نے بے مثال قربانیاں دے کر ملک کو مضبوط بنایا ہے۔ علماء کرام و مشائخ عظام قومی یکجہتی اور امن کو مضبوط بنانے کیلئے کردار ادا کریں: ڈاکٹر پیر نور الحق قادری وفاقی وزیر مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی پاکستان، مولانا سید عبدالخبیر آزاد چیئرمین مرکزی رویئت ہلال پاکستان، مجیب الرحمان شامی، صوبائی وزیر اوقاف پیر سید سعید الحسن شاہ، مولانا فضل الرحیم، جواد نقوی، زبیر احمد ظہیر، طاہر رضا بخاری، سہیل وڑائچ اور دیگر علماء کرام کا قومی یکجہتی امن کانفرنس میں اظہار خیال (یکم ستمبر، 2021) مجلس علماء پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں قومی یکجہتی امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، کانفرنس کی صدارت پیر ڈاکٹر نور الحق قادری وفاقی وزیر مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی پاکستان نے فرمائی کانفرنس کے میزبان چیئرمین مرکزی رویئت ہلال کمیٹی پاکستان مولانا سید محمد عبدالخبیر آزاد خطیب و امام بادشاہی مسجد تھے عظیم الشان قومی یکجہتی امن کانفرنس سے پیر نور الحق قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت قومی یکجہتی اور امن کو ناقابل تسخیر قوت بنانا چاہتی ہے، علماء اپنی صفوں میں اتحاد اور قومی یکجہتی کو مضبوط بنائیں پاکستان امن کا دوست ہے ہم ہر طبقے کو امن ہم آہنگی، رواداری اور یکجہتی سکھانے کی کوشش کریں گے

وزیر اعظم پاکستان کا وژن پاکستان کو مدینہ کی ریاست کا ماڈل بنائیں گے علماء محراب و ممبر سے بھر پور کردار ادا کریں، پیغام پاکستان نے دشمن قوتوں کے ایجنڈے کو ناکام بنایا ہے انھوں نے کہا کہ ہم پیغام پاکستان کو ہر گھر کی آواز بنادیں گے اور یہ پاکستان کا عظیم بیانیہ ہے۔ پاکستان امن دوست ہے ہم ہر طبقے کو امن ہم آہنگی رواداری اور یکجہتی کے پرچم تلے جمع کرنا چاہتے ہیں، پاکستان کو امن اور یکجہتی کا گہوارہ بنادیں۔(xii)

۲۰۰۲ کا صدارتی حکم نامہ

اقلیتوں کی جائیداد کی حفاظت کے لیے ایک حکم نامہ جاری کیا گیا جسے صدارتی حکم نامے کا نام دیا گیا ہے اس میں اقلیتوں کی جائیداد، عبادت گاہیں، مندر، گوردوارے، جلسہ گاہیں، ہندو دھرم شال رفاعی ادارے، ذہنی درسگاہیں شامل ہیں

سپریم کورٹ آف پاکستان

عدالت عظمیٰ پاکستان کی سب سے بڑی اور آخری عدالت ہے۔ قانون نے عدالت عظمیٰ کو کسی بھی غبن میں سوموٹو نوٹس کا حق دیا ہے خواہ وہ سرکاری ہو یا نجی یا کوئی بھی ہو، آئین کے منافی کام ہو عدالت عظمیٰ اس کا نوٹس لے سکتی ہے۔ قابل سماعت درخواستیں ججوں تک پہنچتی ہیں اور اگر جج چاہیں تو کیس کی سماعت خود کرتے ہیں یا کسی بھی عدالت کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ عدالت عظمیٰ کے جاری کردہ فیصلے ان کی ویب سائٹ پر شائع ہوتے ہیں اور سالانہ ایک رپوٹ بھی چھپتی ہے جسے قانونی ماہرین اپنے حوالوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

سپریم کورٹ نے اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کے لیے خصوصی ٹاسک فورس اور کونسل بنانے کا حکم جاری کیا اور کہا کہ

"توہین مذہب کا قانون ہر مذہب کے لیے لاگو ہے"(xiii)

پاکستان تحریک انصاف اور اقلیتیں

پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) پاکستان کی موجودہ حکمران سیاسی جماعت ہے۔ جس کی بنیاد ایک سابقہ کرکٹ کھلاڑی عمران خان نیازی نے 25 اپریل 1996 کو رکھی۔ اور اس کے پہلے چیئرمین منتخب ہوئے "انصاف، انسانیت اور خودداری" جماعت کا نعرہ ہے۔ عمران خان براڈفورڈ یونیورسٹی کے چانسلر بھی رہے۔ عمران خان نے پولیٹیکل سائنس، اکنامکس اور فلسفہ میں ماسٹرز کی ڈگریاں حاصل کی ہوئی ہیں۔ عمران نے کرکٹ سے ریٹائرمنٹ کے بعد سماجی خدمات کے شعبے اپنے کام آغاز کیا۔ اور لاہور میں اپنی والدہ شوکت خانم جو کینسر کے باعث انتقال کر گئی تھیں کے نام پر شوکت خانم کینسر ہسپتال بنایا۔ جو ایک بین الاقوامی معیار کا ہسپتال ہے۔ اقلیتوں کو انصاف تک برابر رسائی دی جائے گی اور امن وامان کے امور میں امتیازی سلوک سے تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ ہم نیشنل ایکشن پلان کے تحت اقلیتوں کے خلاف نفرت پھیلانے والی تقریروں اور تشدد کے خلاف کارروائی کریں گے۔ ڈھانچہ جاتی اصلاحات کے نفاذ کے ذریعے ایک قانونی طور پر بااختیار، عمدہ وسائل کا حامل اور آزاد اقلیتوں کا قومی کمیشن قائم کیا جائے گا، جس کے بعد صوبائی کمیشن محکمے قائم کئے جائیں گے۔ اقلیتوں کو انصاف تک رابر رسائی دی جائے گی اور امن وامان کے پی ٹی آئی اقلیتوں کے سول، سماجی اور مذہبی حقوق، ان کی عبادت گاہوں، املاک اور اداروں کا اسی طرح تحفظ کرے گی جیسا کہ آئین میں طے کیا گیا ہے ڈھانچہ جاتی اصلاحات کے نفاذ کے ذریعے ایک قانونی طور پر بااختیار، عمدہ وسائل کا حامل پی ٹی آئی اس امر کو یقینی بنائے گی کہ تمام سرکاری محکموں میں اقلیتی کوٹہ پر صیح معنوں میں عملدرآمد کیا جائے۔ پی ٹی آئی برداشت اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لئے مختلف عقائد کے درمیان بالخصوص نوجوانوں کے درمیان ڈائیلاگ کا اہتمام کرے

پاکستان تحریک انصاف

عمران خان نے کہا کہ ہم اپنے نبی کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دوسروں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گے۔ ہماری جنگ سب کے حقوق کے لیے ہے حضرت عمر اور حضرت علی بھی قانون کے پابند تھے۔

Vol.7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

پاکستان پیپلز پارٹی

پی پی پی اجتماع اور انجمن سازی کی آزادی کو یقینی بنائے گی انسانی حقوق، حقوق نسواں اقلیتوں کے حقوق اور فنی ترقی کے پروگرام شروع کئے جائیں گے تاکہ اقلیتی افراد کے لئے زندگی کے مواقع میں اضافہ ہو۔اقلیتوں کے لئے سود سے پاک قرض سکیمیں شروع کی جائیں گی انتہاپسندی و تنگ نظری دور کرنے کے لئے سکول نصاب میں آگاہی مواد شامل کیا جائے گا۔تاکہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔اقلیتوں کی اصطلاح کو آہستہ آہستہ ختم کیا جائے گا اور غیر مسلم پاکستانی کی اصطلاح متعارف کرائی جائے گی تاکہ ان سب لوگوں میں پاکستان کے شہری ہونے کا احساس مضبوط ہو اقلیتوں کی بہتری کے لئے خصوصی فلاحی پروگرام شروع کئے جائیں گے اقلیتوں کو اپنے مذہبی اور ثقافتی دن منانے کے لئے معاونت دی جائے گی۔اقلیتی طلبہ کو میرٹ کی بنیاد پر سکالر شپ دیں گے۔پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے اقلیتوں کے حقوق کے لیے کیے جانے والے وعدوں کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے جو پی پی کے منشور کا حصہ ہے۔

پاکستان مسلم لیگ۔ن

اقلیتوں کی بہتری اور تحفظ کے لئے مربوط اقدامات متعارف کرائے جائیں گے تاکہ وہ پاکستان کے مساوی شہری کے طور پر زندگی گزار سکیں اور اپنا کردار ادا کر سکیں اور اقلیتوں کی بہتری کے لئے فلاحی پروگرام شروع کئے۔

اقلیتیں

ہند، مسیح، سکھ مت اقلیت کہتی ہیں کہ پاکستان ہمارا ملک ہے تو ملک مضبوط طاقت ور ہوتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ کرتار پور ان کا مدینہ اور ننکانہ صاحب ان کا مکہ ہے۔(xiv)

پنجاب حکومت اور مسیح برادری

صوبائی وزیر برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور اعجاز عالم نے بین المذاہب ہم آہنگی کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ پنجاب حکومت مسیح برادری کے لیے چودہ ملین کی گرانٹ مختص کر رکھی ہے جسے اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور ترقی پر خرچ کیا جائے گا۔(xv)

اقلیتوں سے تعلقات اور مذہبی و تعلیمی اداروں کا کردار

اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات سیاسی و تمدنی تعلقات اقتصادی و معاشی تعلقات ثقافتی تعلقات کی نوعیت اہمیت اور افادیت کے موضوع پر پاکستان علماء کونسل، جامعہ نعیمیہ، منہاج یونیورسٹی لاہور، گجرات یونیورسٹی سمیت ملک کے سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں میں اقلیتوں کے ساتھ تعلقات کی راہ ہموار کرنے کے لیے ملکی اور بین الاقوامی سیمینارز اور کانفرنس منعقد کرتی رہتی ہیں۔

میڈیا کے اداروں کو استعمال کرتے ہوئے بین مذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور عدم برداشت اور مذہبی امتیاز کی حوصلہ شکنی کے لئے خصوصی ٹاک شوز اور پروگراموں کو یقینی بنایا جائے۔بین مذہب ہم آہنگی اور بات چیت کے لئے تمام عقائد اور فرقوں کے روشن خیال اور ترقی پسند علماء کے ساتھ مل کر کام کیا جائے۔زبردستی مذہب تبدیلی کی روک تھام کے لئے قانون سازی کی جائے۔اقلیتوں کے قومی کمیشن کو بحال کیا جائے اور اس کا باقاعدہ سکریٹریٹ بنایا جائے تاکہ اقلیتوں اور ملک کے کمزور طبقات کے مسائل کو اجاگر کیا جاسکے۔اقلیتوں کے لیے ملازمتوں کے کوٹہ کے صحیح معنوں میں نفاذ کیا جائے اخبارات اور ٹی وی پر قومی سطح کی مہم کے ذریعے معاشرے میں مذہبی برداشت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔میڈیا کے اداروں کو استعمال کرتے ہوئے بین مذاہب ہم آہنگی کے فروغ، عدم برداشت اور مذہبی امتیاز کی حوصلہ شکنی کی جائے تاکہ کسی امتیازی سلوک یا اذیت کے خوف کے بغیر زندگی بسر کر سکیں۔اقلیتوں کے لئے برابر مواقع یقینی بنانے کے لئے قانون سازی کی جائے۔تعلیمی اداروں میں ہر سطح پر اقلیتوں کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔پالیسی امور پر متبادل بیانیہ پر کام کیا جائے تاکہ، وہ بنیادی انسانی حقوق سے محروم۔اقلیتی علاقوں میں تحفظ فراہم کرنے کے لیے سرمایہ کاری کا سلسلہ جاری ہونا چاہیے جہاں مذہبی یا نسلی اقلیتیں بڑی تعداد میں مقیم ہیں تاکہ وہ لوگ پرسکون خوشگوار زندگی بسر کر سکیں۔

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

دور حاضر میں اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی ممکنہ صورتیں

پاکستانی پنجاب کئی نشیب وفراز سے گزرااللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اسلامی دور میں یہ معاشرہ امن، سلامتی اخوت ومساوات، سکون واطمنان اور عدل وانصاف کاآئنہ دار رہا ہے لیکن بد قسمتی سے آج پنجاب میں بسنے والوں کو بھی نفرت امیز نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے تو کبھی تعصب کا سامنا کرناپڑتا ہے اور کبھی طنز وتشنیع کا ہدف بنایا گیا غیر مہذب القابات سے نوازا گیا تو کبھی غیر انسانی سلوک کیا جاتارہااور پاکستان واسلام مخالفت کی وجہ سے دہشت گرد، تنگ نظراور فتنہ پرور تک کہا گیااور ناصرف یہاں بسنے والوں کی عزت نفس کو مجروح کیا گیا بلکہ مسلسل ذہنی اذیت بھی دی جاتی رہی ہے ایسی افسوس ناک صورتحال میں مسلمانوں پر تین طرح کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

1. ان ناخوش گوار حالات واقعات اوراذیت وتذلیل کے تدارک کے لیے آفاقی اصولوں کاپرچار کرتے ہوئے اپنے معاشرتی، ثقافتی ودینی ورثے کی حفاظت کے لیے اقدامات اٹھائیں
2. اسلام کاآفاقی پیغام امن ومحبت دوسروں تک پہنچائیں اور اسلام ومسلمانوں کے بارے میں غلط فہیوں کودور کریں
3. پنجاب کی اقلیتوں سے معاشرتی وثقافتی تعلقات قائم کرکے اعلی اخلاقی اقدار اور کردار سے انہیں اپناہمنوابنانے کے لیے کوشاں رہیں۔

ذیل میں ہم قرآن وحدیث میں بیان کردہ اصولوں کو بیان کرتے ہیں

غیر مسلموں سے معاشرتی وسماجی تعلقات

اسلام اپنے ماننے والوں کو بلند اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کی تعلیم دیتا ہے شریعت اسلامی بداخلاقی اور نامناسب زبان کا استعمال یا تنگ نظری وتنگ ذہنی نہیں چاہتی چنانچہ اسلام نے مسلمانوں کو باہمی اخلاقیات کی جو تعلیم اور ہدایات دی ہیں اس کا براہ راست ہدف تو مسلمان ہیں تاہم غیر مسلم بھی شامل ہیں جس طرح اسلام میں ہمسایوں کی بڑی اہمیت ہے ان کے ساتھ حسن وسلوک، حسن اخلاق کی تعلیم دی اور ان کو اپنے شر سے حفاظت کی ہدایت کی اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں یعنی جس طرح مسلم پڑوسی کو تکلیف سے محفوظ رکھنااور انہیں خوشی اور راحت میں شامل کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح غیر مسلم پڑوسیوں کا بھی حق ہے کہ انہیں امن وسلامتی فراہم کی جائے اور حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔

قرآن میں " پہلو کے ساتھی" کو بھی پڑوسی بتایا گیا ہے جس کو "الصاحب بالجنب" سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس سے مراد ہم نشیں دوست بھی ہے اور ایسا شخص بھی جس سے کہیں کسی وقت آدمی کا ساتھ ہو جائے جیسے بازار جاتے آتے ہوئے کارخانہ یا دوکان اور فیکٹری میں کام کرتے ہوئے یا کسی اور طرح ایک دوسرے کی صحبت حاصل ہو وہاں بھی حکم دیا گیا ہے کہ نیک برتاؤ کرے اور تکلیف نہ دے۔اس میں بھی مسلم اور غیر مسلم کی کوئی قید نہیں ہے ایسے ہی پڑوسی کی جتنی بھی صورتیں ہو سکتی ہیں سب میں مسلمان کے ساتھ غیر مسلم بھی داخل ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ایک بار ایک بکری ذبح کرائی غلام کو ہدایت کی کہ وہ سب سے پہلے پڑوسی کو گوشت پہنچائے ایک شخص نے کہا حضور! وہ تو یہودی ہے آپ نے فرمایا یہودی ہے تو کیا ہوا یہ کہہ کر رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے اس قدر اور مسلسل وصیت کی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسیوں کو وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے (xvi)

مسلمانوں کو اسلام اور قرآن نے انسانی تعلقات کے احترام کی تعلیم دی گئی ہے

قرآن پاک میں ارشاد ہے

"اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک ذات سے پیدا کیا"(xvii)

اس سے جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد اور عورت پھیلائے

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہم نے ایک مرد اور ایک عورت سے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور برادری بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے قرآن پاک ایک انسان کا دوسرے انسان سے بغیر کسی امتیاز کے تعلق قائم کرنے کا درس دیتا ہے

مسلم معاشرے میں اسلام کے ذریعے باہمی روابط اور محبت والفت کو قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے دور حاضر میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھائیوں سے بھی معاشرتی وثقافتی تقاضوں کے تحت ملاقات کے وقت ان سے سلام کے ذریعہ ہمدردی ومسرت اور خوش اخلاقی کا اظہار کریں اس سے ان سے قربت بڑھائی اور ان سے سلام ودعا کے ذریعے محبت واخوت کی فضا ہموار کی جاسکتی ہے حضرت ابوامامہ سے روایت ہے راستے میں چلتے ہوئے ہر مسلمان یا نصرانی یا چھوٹے یا بڑے کو سلام کرتے (xviii)

امام ابن جریر طبری کا قول ہے حضرات سلف اہل کتاب کو سلام کیا کرتے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود حضرت فغار بن عبید اور حضرت ابوداؤد بھی اہل کتاب کو سلام میں پہل کرتے۔اسی طرح اگر کسی غیر مسلم سے کوئی ضرورت ہو اور مسلمان اس کے پاس جائے اور وہ اسکی ضرورت پوری کردے تو ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے اور اس کو دعائیں بھی دینی چاہیے حضرت انس سے مروی ہے پیغمبر خدا نے ایک یہودی سے پینے کی کوئی چیز طلب کی اس نے وہ دے دی نبی مکرم ﷺ نے اسے دعا دی کہ اللہ تجھے حسین وجمیل رکھے اسی وجہ سے مرتے وقت تک اس کے بال سیاہ رہے۔(xix)

تحائف کا لین دین

سماجی زندگی میں تحائف کے لین دین کی بڑی اہمیت ہے اس سے دوستی بڑھتی ہے باہمی فاصلے کم ہوتے ہیں اور دلوں سے تکلیف ورنج کے آثار دور ہوتے ہیں اس راز کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تہادوا تحابوا

"تحائف کا لین دین کرو محبت میں اضافہ ہوگا۔"

یہ حکم بھی عام ہے،اس سے غیر مسلم خارج نہیں بلکہ ان سے بھی تحائف کا تبادلہ کیا جانا چاہئے احادیث میں غیر مسلموں کو تحفے دینے اور ان کے تحفے قبول کرنے کا ثبوت موجود ہے۔سماج میں خوشگوار زندگی گزارنے کے لئے مہمانوں کی آمد ورفت دعوت کھانے اور قبول کرنے کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دعوت دے تو اسے قبول کرنی چاہیے

غیر مسلم رشتہ داروں سے تعلقات

اسلام چاہتا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ سماجی ومعاشرتی تعلقات رکھے جائیں اور ان سے محبت والفت،ہمدردی وتعاون کا برتاؤ کیا جائے اس کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ انہیں تحائف دیے جائیں اس کا ثبوت ہمیں اسوہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے رسول خدا نے سیدنا عمر فاروق کو ایک ریشمی کپڑا تحفتاً بھیجا حضرت سیدنا فاروق اعظم نے عرض کی کہ ریشم کا استعمال تو آپ نے مردوں کو منع فرمایا ہے پھر یہ مجھے کیوں عطا ہوا آپ نے فرمایا ہاں یہ اس لیے نہیں ہے کہ تم اسے پہنو بلکہ اسے کسی اور کام میں لاؤ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ریشمی جوڑا اپنے اخیانی بھائی کو دے دیا جو مشرک تھے۔(xx)

غیر مسلموں کی دعوت

دور حاضر میں غیر مسلموں کی دعوت کو قبول کرنا،ان کی تقریبات میں شرکت کرنا،آپس میں تعلقات قائم رکھنے کا ذریعہ ہے غیر مسلم کے ساتھ کھانا پینا مباح ہے مگر بوقت ضرورت ان کی دعوت کو قبول کیا جاسکتا ہے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے

طعام الذین اوتو الکتاب حل کم وطعامکم حل لھم(xxi)

"ان لوگوں کا کھانا جنہیں کتاب دی گئی تمہارے حلال ہے اور تمہارے ان لوگوں کے لیے حلال وجائز ہے"

ہم غیر مسلم کے ساتھ کھا پی سکتے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ ان کے دسترخواں پر شراب یا سور یا کوئی حرام چیز شامل نہ ہو اہل کتاب کے علاوہ دوسرے غیر مسلموں کا بھی یہی حکم ہے۔

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

غیر مسلم کی بیمار پرستی

نبی مکرم تمام بنی نوع انسان کے ساتھ عدل وانصاف،اخوت ومساوات،ہمدردی وحسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا بہترین معاملہ فرماتے آپ کی تعلیم ہے کہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ انسانیت اور اخلاق کے ناطے اگر کوئی غیر مسلم بیمار پڑ جائے تو وہ اس کی بیمار پرسی اور عیادت کرے اور حتی الامکان اس کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا سلوک کرے۔نبی مکرم ﷺ نے خود بہ نفس نفیس غیر مسلموں کی عیادت فرمائی۔

’’نبی مکرم کا ایک خادم یہودی بیمار تھا پیغمبر خدا اس کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے‘‘(xxii)

کافر کی مہمان نوازی

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا نے ایک کافر کی مہمان نوازی کی نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری منگوائی اس کا دودھ دوہا وہ مہمان اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری بکری منگوائی گئی اس کا دوہا تو وہ اس کا بھی دودھ پی گیا پھر تیسری بکری منگوائی گئی وہ اس کا بھی دودھ پی گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا صبح کے وقت اس نے اسلام قبول کر لیا پھر اس کے لیے بکری منگوائی گئی اس کا دودھ دوہا گیا اس نے وہ دودھ پی لیا نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے دوسری بکری منگوائی مگر وہ اس کا مکمل دودھ نہ پی سکا۔(xxiii)

اسلام کی تعلیمات ہندو مسلم کا فرق کیے بغیر معاشرتی پہلوؤں پر رہنمائی کرتی ہے تاکہ معاشرے میں امن وسکون قائم ہو لوگ ایک دوسرے کے مددگار ومعاون بنیں اسی طریق پر چلنے سے سماجی برائیوں اور بدعنوانیوں کا قلع قمع ہو سکے گا اور معاشرے ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔

غیر مسلم کے لیے قحط سے بچنے کی دعا

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں ایک بار قریش کو قحط کو سامنا کرنا پڑا اور وہ بھوک پیاس کی وجہ سے مرنے لگے اور نوبت یہاں تک آپہنچی کہ مردار ہڈیاں کھانے لگے اس موقع پر ابوسفیان آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی اے پیغمبر خدا آپ صلہ رحمی کا حکم لے کر تشریف لائے آپکی قوم ہلاک ہو رہی ہے ان کے لیے اپنے رب سے دعا کریں اس پر آپ نے دعا فرمائی اور مسلسل سات دن تک بارش ان پر اس قدر برسی کہ لوگوں نے بارش کے زیادہ برسنے کی وجہ سے ہونے والی تکلیف سے آپ کو آگاہ کیا اس پر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ اس بادل کو ہمارے ارد گرد برسا ہم پر نہ برسا اس پر بادل آپ کے سر پر سے چھٹ گئے اور آس پاس علاقوں کو سیراب کرنے لگا(xxiv)

تکلیف پہنچانے والوں کے لیے دعا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں پیغمبر خدا ﷺ طائف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے دعوت حق کو قبول کرنے کے بجائے آپ کا مزاق اڑایا اور آپ پر پتھر برسائے جبرائیل آئے کہ آپ چاہیں تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا کر انہیں تباہ وبرباد کر دو اس پر پیغمبر خدا نے فرمایا نہیں میں بددعا دینے کے لیے نہیں بلکہ رحمت بن کر آیا ہوں میں امید کرتا ہوں کہ اللہ پاک ان کی اولادوں میں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو واحد خدا کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے(xxv)

غیر مسلم کو صدقہ دینا

غیر مسلم غرباو مساکین اور فقراء کو نفلی صدقہ وخیرات دینا جائز ہے بالخصوص اس وقت جب وہ قریبی عزیز و رشتہ دار ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اسلام کے خلاف جنگ کرنے والے نہ ہوں(xxvi)

نفلی صدقہ وخیرات غیر مسلم اقلیت کو دینے میں کوئی حرج نہیں

ضرورت مندوں اور محتاجوں پر خرچ کرنا، ان کی ضرورت پوری کرنا، بڑے اجر و ثواب کا موجب ہے اس میں عقیدہ اور دین و مذہب کا فرق نہیں رکھا جانا چاہیے محتاج شخص مسلمان ہو یا غیر مسلم، مشرک ہو یا اہل کتاب، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، ہر ایک پر خرچ کرنے کا جذبہ نیک اور باعث اجر ہے ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: تمام اہل مذاہب پر صدقہ و خیرات کرو" (ابن ابی شیبہ)۔

اس میں انسانیت کا احترام ہے اس لئے کہ بھوک و پیاس ہر ایک کو لگتی ہے غیر مسلم بھی اﷲ کے بندے اور مخلوق ہیں ان کے ساتھ ہمدردی کی جانی چاہئے بحیثیت انسان وہ بھی ہمارے حسن اخلاق اور رحم دلی کے مستحق ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ ظلم و ستم کا عام رجحان ہے وہ چونکہ کمزور اور ناتواں بن کر ماتحتی میں آتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ نازیبا سلوک کیا جاتا ہے اسلام نے اسے سختی سے منع کیا ہے۔ سورۂ دھر آیت 8 میں مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے عہد نبوی میں قیدی صرف غیر مسلم ہوا کرتے تھے اس لئے اس سے معلوم ہوتا ہے قیدی خواہ غیر مسلم ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے گا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے قیدیوں کے ساتھ جو حسن سلوک کیا تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ بدر میں جب 70 قیدی ہاتھ میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابۂ کرام کے درمیان ان کو دیکھ بھال کے لئے تقسیم کیا اور بہتر سلوک کی ہدایت دی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے ساتھ حیرت انگیز حسن سلوک کا معاملہ کیا، خود بھوکے رہے یا روکھا سوکھا کھایا مگر انھیں اچھا کھلایا اور پلایا مقدم رکھا، خود تکلیف اٹھا کر اپنے قیدیوں کو راحت پہنچائی جبکہ وہ حالت جنگ تھی اور ان ہی کفار کے ہاتھوں یہ ستائے گئے تھے یہاں تک ان کے مظالم کے سبب صحابۂ کرام کو اپنا وطن چھوڑ دینا پڑا، ان سب کے باوجود غیر مسلموں کے ساتھ یہ رواداری اور بہتر سلوک سارے مسلمانوں کے لئے ایک آئیڈیل ہے جس کے نقش قدم پر چلنا ہمارا نصب العین ہونا چاہئے۔

غیر مسلم کا جنازہ

علمائے اسلام نے غیر مسلم کے جنازے میں شرکت کی اجازت دی ہے مشہور فقیہ حضرت عطاء بن رباح فرماتے ہیں: اگر مسلمان اور کافر کے درمیان قریبی رشتہ داری ہو تو مسلمان کو کافر کے جنازے میں شرکت کرنی چاہیے [xxvii]

فقہ حنفی کی معروف و مستند کتاب ہدایہ میں لکھا ہے اگر کسی کافر کا انتقال ہو جائے اور اس کا ولی یا سرپرست کوئی مسلمان ہو تو اسے چاہیے کہ وہ غسل دے اور میت کی تکفین کرے [xxviii]

حضرت عبدالرحمن بن ابی یعلی فرماتے ہیں کہ سھل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے مقام پر بیٹھے تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ دونوں اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے تب ان کو بتایا گیا کہ یہ ذمیوں سے ہے تو کہا کہ ایک دفعہ پیغمبر رحمت کے پاس سے ایک جنازہ گزرا آپ احتراماً کھڑے ہو گئے آپ کو بتایا گیا کہ یہ جنازہ تو ایک یہودی کا تھا اس پر پیغمبر رحمت نے ارشاد فرمایا کیا وہ انسان نہیں تھا [xxix]

عبادت گاہوں میں جانے کی اجازت

تعلیمات اسلام کی روشنی میں جہاں غیر مسلم اقلیتوں کے تعلیمی وسیاسی، معاشی و معاشرتی اور سماجی و ثقافتی حقوق محفوظ ہیں وہاں انہیں مذہبی آزادی کا بھی پورا حق حاصل ہے عہد نبوی میں جب نجران کے مسیح مدینہ پاک میں پیغمبر رحمت کے پاس حاضر ہوئے تو آپ مسجد نبوی میں نماز عصر سے فارغ ہوئے تھے ان لوگوں کا عمدہ لباس تھا جب ان کی نماز کا وقت ہوا تو وہ مسجد میں ہی ادا کرنے لگے اس پر آپ نے فرمایا انہیں ان کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرنے دو انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ [xxx]

یقیناً اسوہ رسول وہ راستہ ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہر شعبے میں کامیابی و کامرانی حاصل کی جا سکتی ہے ذاتی تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ پنجاب کی تمام اقلیتوں خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا مسیح مسلمان ان کے مندروں، گردواروں، اور گرجاگھروں میں بلا روک ٹوک جا سکتے ہیں مگر افسوس کے ساتھ دین رحمت کے پیروکار اپنی مسجدوں میں داخل ہونے کی اجازت کسی غیر مسلم کو نہیں دیتے (سوائے ایک دو اداروں کے) جس کے بارے میں ابھی قلبی وسعت اور بیداری شعور کی شمع

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

روشن کرنے کی ضرورت ہے۔پیغمبر رحمت کے طریق کو دیکھا جائے توآپ کی بارگاہ اقدس میں اس وقت کے تمام مذاہب کے لوگ مسجد نبوی میں ملنے آتے تھے اور آپ ناصرف انہیں خوش آمدید کہتے بلکہ انھیں ہر ممکن سہولیات بھی عطا کی جاتی تھیں۔

تہواروں میں شرکت

کسی غیر مسلم کے کسی بھی تہوار میں اگر کوئی غیر شرعی کام نہ ہو تو ایسی تقریب میں شرکت کرنا مبارک باد دینا، سلام یا دعا دینا حتیٰ کہ دعوت کو قبول کرنا اور کھانا کھانا نہ صرف جائز ہے بلکہ دوریوں اور فاصلوں کو سمیٹنے کا ذریعہ بھی ہے اسی طریق سے بین المذاہب رواداری، ہمدردی اور تعاون کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

غیر مسلموں سے کاروباری تعلقات

ایک دوسرے سے کاروباری تعلقات رکھنا سماجی، معاشرتی ومعاشی ضرورت ہے انھی سماجی، معاشرتی ومعاشی ثقافتوں کو پورا کرنے کے لیے مسلمان غیر مسلموں سے اور غیر مسلم مسلمانوں سے کاروباری روابط استوار کیے ہوئے ہیں یہ عام مشاہدہ ہے کہ غیر مسلم علاقوں میں مسلمانوں کی دکانیں ہیں اور مسلمانوں کے علاقوں میں غیر مسلموں کی دکانیں ہیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پیغمبر رحمت کی بارگاہ اقدس میں موجود تھے ایک مترک کچھ بکریاں لے کر پہنچا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ فروخت کے لیے ہیں یا تحفہ ہے اس نے کہا نہیں فروخت کے لیے ہیں چنانچہ پیغمبر رحمت نے ایک بکری خریدلی۔(xxxi)

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں پیغمبر خدا نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لیے غلہ خریدا اور اس کے پاس بطور رہن لوہے کی زرہ رکھی (xxxii)

غیر مسلم سے نکاح

قرآن پاک جو قیامت تک انسانیت کے لیے خداوند قدوس کے حتمی احکامات کا مجموعہ اور حلال وحرام کی بنیاد ہے کلام الٰہی نے اہل حضر کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے نکاح جیسے اہم ترین سماجی ومعاشرتی معاملے کو اہل کتاب عورتوں کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے

”اور اسی طرح پاکیزہ مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اٹھانے والوں میں ہوگا“(xxxiii)

آیت مبارکہ کی روشنی میں کتابیہ عورت سے مسلمان عورت کی طرح نکاح کو جائز قرار دیا گیا خواہ وہ اہل کتاب یہودی ہوں یا مسیحی اللہ تعالی نے غیر مسلموں کی تمام تر نافرمانیوں بغاوتوں اور عداوتوں کے باوجود ان سے معاملات میں نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ان معاملات وتعلقات میں سرفہرست ان کی عورتوں سے شادی ونکاح کا جواز ہے۔

قرآنی جواز کی بنا پر صحابہ کرام نے حسب ضرورت وحکمت اہل کتاب عورتوں سے نکاح کیے حضرت سیدنا عثمان غنی نے نائلہ نامی ایک نصرانی خاتون سے نکاح کیا، حضرت سیدنا طلحہ بن عبداللہ، حضرت حدیفہ بن عیان، حضرت کعب بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ نے یہودی اور نصرابی خواتین سے نکاح کیے (xxxiv)۔

حاصل کلام

ملک کی ترقی وسالمیت میں اقلیتوں کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ سے کہ پنجاب میں اسلام کی آمد سے لیکر آج تک قائم ہونے والی ہر حکومت نے اقلیتوں سے مذہبی سیاسی، معاشی، معاشرتی، ثقافتی، اقتصادی، سماجی تعلقات استوار رکھے ان کے لیے سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنایا اور انہیں ہر قسم کی آزادی مہیا کرنے کی کوشش کی اور ان تعلقات میں مزید بہتری لانے کے لیے کوشاں ہیں۔

Vol.7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

عصر حاضر میں اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی ضرورت،اہمیت اور افادیت

دور حاضر کا انسان طاقتور اور اتنا بااختیار بن چکا ہے کہ ساری دنیا سمٹ کر اس کے مٹھی میں آچکی ہے آج کسی بھی انسان کا کردار و عمل مقامی نہیں بلکہ عالمگیر بن چکا ہے ابلاغیات کے وسیع تر وسائل نے پوری دنیا کو گلوبل ویلج بنا کر رکھ دیا ہے آج پنجاب کے کسی خطے میں کوئی واقعہ رونما ہو جائے تو پل جھپکنے میں پوری روئے زمین پر اچھا کام ہونے کی صورت میں چرچہ و نیک نامی اور غلط کام سرزد ہونے کی صورت میں بدنامی ہو رہی ہوتی ہے خیر اور شر کی قوتیں کاروان زیست میں برسر آزما ہیں۔ایک وقت تھا جب پورا خاندان یا قبیلہ ہی کل شہر ہوتا تھا مگر آج بین الاقوامی سطح پر مقام و مرتبہ حاصل کرنے اور عالمی طاقتوں کے مابین اپنے وجود کی بقاء کے لئے بے شمار قوائد و ضوابط اور حقوق و فرائض کی انجام دہی لازمی ہو گئی ہے

دنیا کے روز بروز بگڑے ہوئے حالات، معاشرے میں اقدار کی گہری صورت حال اور عالمی پیمانے پر مذہب کے خلاف ہونے سازشوں اور حملوں نے اقلیتوں کے ساتھ خوشگوار معاشرتی تعلقات رکھنے کی اہمیت کو پہلے سے کئی گناہ زیادہ بڑھا دیا ہے۔اب کوئی ناخوشگوار واقع رونما ہو جائے تو پوری دنیا کی طرف سے مخالف، طعنوں، زہر آلود کلمات اور بکواسات بکنے والی قوموں کے رخ اس طرف ہو جاتے ہیں آسیہ مسیح اور منطولہ مسیح جیسے واقعات اسکی بدترین مثالیں ہیں لہذا آج اقلیتوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات ہیں اہمیت و افادیت پہلے سے کہیں زیادہ ہو گئی ہے (xxxv)

دوسری سمت سرگودھا، ڈسکہ اور بہاولپور چرچ میں شرپسند عناصر کی جانب سے کاروائیاں پنجاب کے پرامن معاشرے میں زہر آلو کیل ٹھونسنے کے لیے کافی ہیں۔

پنجاب کی اقلیتوں کو 295c کے قانون پر تحفظات ہیں جنہیں پنجاب کے تمام اقلیتوں مسیحیت ، ہندو، سکھوں کی مشاورت کے ساتھ ہونا چاہیے (xxxvi)

پنجاب کی سب سے بڑی اقلیت مسیحیت ہے جو کہ دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے یوں اگر کسی سے کوئی زیادتی ہو جائے تو پوری دنیائے مسیحت میں ناصرف پنجاب پاکستان کی بدنامی و جگ عیسائی ہوتی ہے بلکہ وہاں آباد پاکستانیوں کو ان کی طرف سے ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اسی طرح پنجاب کی دوسری بڑی اقلیت ہندو ہیں پاکستان کا اصل دشمن ہندوستان ہے جس میں ہندوؤں کی سب سے بڑی تعداد آباد ہے اس لحاظ سے اگر ہندو کے خلاف یہاں کوئی ظلم، زیادتی و ناانصافی ہوتی ہے تو بالواسطہ یا بلاواسطہ ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کو اسکا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔اگر پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ نرمی و رحم دلی اور ہمدردی کا سلوک ہوتا ہے تو پوری دنیا میں پاکستان پنجاب کی نیک نامی ہوتی ہے۔پنجاب میں مذہب کے لحاظ سے اقلیتوں کی گروپ بندی کی گئی ہے مگر اقلیتوں کی معاشرتی حیثیت کو قائم رکھنا بے حد ضروری ہے اگرچہ پنجاب کی اقلیتیں مذہبی، سماجی، سیاسی، ثقافتی لحاظ سے مکمل آزاد و خود مختار ہیں مگر ان کو مزید عزت دیے جانے کی ضرورت ہے

توہین مذہب

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام تشدد اور زور زبردستی کے خلاف ہے لیکن دنیا جانتی ہے کہ ان کے جذبات کو بھڑکا کے انہیں استعمال لانے کا سب سے موثر طریقہ اور بڑا ہتھیار توہین مذہب یا توہین انبیاء ہے ایسی صورت حال میں مسلمانوں کو اپنا ردعمل انتہائی شائستہ ، مہذب میں انداز میں، پرامن طریقے سے، سفارتی

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اخلاقیات کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہوناچاہیے تاکہ مسئلے کامنصفانہ پرامن اور باعزت حل نکالا جاسکے۔اس سلسلے میں بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کی ضرورت ہے تاکہ کوئی بھی شخص یاادارہ کسی بھی پیغمبر، مقدس کتب اور اہم شخصیات کے بارے میں کوئی نامناسب الفاظ نہ کہہ سکے اور عالمی قوانین کی زد میں آنے کی وجہ سے گستاخی کی جرات نہ کرسکے یقیناًاس اقدام سے عالمی امن قائم ہوسکے گااور بین المذاہب بھائی چارہ، برداشت، تحمل، مساوات، رحم دلی ونرمی پر مبنی معاشرہ قائم ہوسکے گا۔

تعلیم اور اقلیتیں

پنجاب میں طبقاتی نظام معاشی طور پر تین طبقات میں امیر، غریب اور غریب تر جیسے طبقات موجود ہیں اسی طرح تعلیمی طور پر بھی طبقاتی تقسیم موجود ہے(xxxvii)

اگرچہ پنجاب کی اقلیتوں کے لیے تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر اقلیتوں کے پاس نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کے لحاظ سے تحفظات موجود ہیں مثلاً مسلمان بچوں کے لیے اسلامیات کی تعلیم لازمی ہے جو پہلی جماعت سے گریجوایشن تک پڑھائی جاتی ہے اگرچہ اس کے متبادل غیر مسلم بچوں کے لیے اخلاقیات کا مضمون موجود ہے مگر اخلاقیات پڑھانے کے لیے الگ اساتذہ نہیں ہوتے اور اسلامیات پڑھانے والا استاد عموماً ایک ہی لیکچر میں اسلامیات اور اخلاقیات کے ساتھ انصاف نہیں کرپاتا نتیجاً غیر مسلم بھی اسلامیات ہی پڑھتے ہیں مسیحیوں نے کئی ادوار میں اس طرف حکومت وقت کی توجہ دلائی کہ نصاب تعلیم میں مسیحی بچوں کے لیے بائبل مقدس کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔پنجاب کے نصاب تعلیم اور معیار تعلیم کی ایک بڑی خامی اس میں تربیت کا نہ ہونا ہے اگر طلباء کی مناسب تربیت کی جائے تو نہ صرف اقلیتیں ریاست کی ترقی اور فلاح میں اہم کردار ادا کرپائیں گی بلکہ باہم اختلافات اور فاصلے سمٹ کر محبتوں میں بدل جائیں گے۔ڈاکٹر سعید اللہ قاضی کہتے ہیں

> "علم کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس کی طرف قرآن نے اشارہ نہ کیا ہو مگر اب یہ کام ماہرین سائنسدانوں کا ہے کہ ان فراہم کردہ بنیادوں پر بڑی بڑی عمارتیں قائم کریں اور ملک کو سائنس ٹیکنالوجی، فلسفہ اور اقدار میں آگے لے جائیں"(xxxviii)

وزارت اقلیتی امور کی جانب قابلیت کی بنیاد پر مستحق طلباء کو سکالرشپ بھی دی جاتی ہے اور تعلیمی اداروں میں الگ کوٹہ بھی مختص ہے پنجاب کے نجی اداروں میں اقلیتوں کی فیس میں بھی رعایت دی جاتی ہے پنجاب میں بسنے والی اقلیتوں کی تعداد اگرچہ مسلمانوں کے مقابلے میں بہت کم ہے اگر ان کے ساتھ اعلیٰ اخلاق حسنہ پر مبنی تعلقات قائم کیے جائیں تو پوری دنیا میں پاکستان پنجاب ایک بہترین مثال بن سکتا ہے جس کی پیروی کرکے دنیائے عالم اپنے اندرونی معاملات سنوار سکے گی۔

بلاامتیاز انسانی حقوق کی فراہمی

حقوق وفرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے جو چیز انسان کے فائدے کی ہے اور اس کا مطالبہ بھی جائز ہے تو وہ اس کا حق ہے اور جو اس کے ذمے عائد ہو اس کا نام فرض ہے اجتماعی زندگی کا جائزلیں تو ہر معاشرے میں حقوق کی پاسداری لازم ہے۔مسٹر روز ویلٹ اور مسٹر چرچل نے عوام الناس کے پانچ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا ہے جو کاہلی منشور کا حصہ ہے اس میں زندگی کا حق، حق آزادی، حق ملکیت، حق معاہدہ اور حق تعلیم شامل ہے یہ سوسائٹی کے ہر فرد کے بنیادی حقوق جو بلا تفریق مذہب ومسلک اور بلا تفریق رنگ ونسل اپنی رعایا کو فراہم کرنا حکومت وقت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے اس میں روزگار کے مواقع فراہم کرنا، تعلیم وصحت کی سہولیات دینا اور اداروں تک بلا روک ٹوک رسائی فراہم کرنا بھی شامل ہے۔

اب سے کوئی ڈھائی ہزار سال قبل یونان کے مشہور فلسفی افلاطون نے کہا تھا کہ ریاستیں، شاہ بلوط کی لکڑی سے نہیں بنتیں ریاستیں انسان کی کردار سے بنتی ہیں صدیاں گزر چکی ہیں اس قول کو ادا کیے ہوئے لیکن ہر زمانے میں سیاست اور ریاست سے اخلاق و کردار کے تعلق کو تسلیم کیا گیا ہے اس عرصے میں ریاست سازی کے لاکھوں تجربات ہوچکے ہیں ریاستیں بنتی ہیں، ٹوٹ جاتی ہیں نئی ریاستیں بھی وجود میں آجاتی ہیں ریاستوں کے ان کے برگ وبار لانے ان کی توسیع، ان کے

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مضمحل ہو جانے اور اکثر ختم بھی ہو جانے کے بہت سے سیاسی اقتصادی عسکری اور بین الریاستی اسباب و عوامل ہوتے ہیں۔ تاریخ نویسوں اور سماجی علوم کے دیگر ماہرین نے ایک سے ایک فکر انگیز کتاب اس موضوع پر لکھی ہے لیکن ان سب کتابوں میں اخلاق کا پہلو کسی نہ کسی طور زیر بحث ضرور آیا ہے۔ کہیں اس کو سب عوامل پر فائق قرار دیا گیا ہے کہیں اخلاقی پہلو کو دیگر مادی عوامل کے ایک نتیجے اور ایک غیر مادی مظہر کے طور پر پیش کیا گیا ہے عالمی شہرت یافتہ مؤرخ آنرلڈ ٹوئن بی نے بارہ جلدوں پر مشتمل اپنی شہرہ آفاق تصنیف مطالعہ، تاریخ، میں قوموں کے عروج و زوال کی تفصیلات دینے کے بعد آخری جلد میں یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ تہذیبوں کی موت قتل کے ذریعے نہیں ہوتی خودکشی کے ذریعے ہوتی ہے

سیاسی اشرافیہ کے بدلتے رجحانات

سیاسی اخلاقیات، معاشرے کی عمومی اخلاقیات ہی کا حصہ ہوتی ہیں جبکہ معاشرے مختلف پس منظر رکھنے والے افراد اور مختلف طبقوں کا مرکب ہوتے ہیں لہذا معاشرے کی اور ساتھ ہی موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد حکومت اور پوزیشن کی جماعتوں کے درمیان الفاظ، الزامات اور جوابی الزامات کی ایک جنگ مستقل جاری ہے حکومت کے بعض وزراء اب اپنی یہی پہچان رکھتے ہیں کہ ان کو اپوزیشن کی جماعتوں کے لیڈروں پر سخت لفظی وار کرنے ہیں پنجاب کے صوبائی وزیر فیاض الحسن چوہان، اور اسی طرح ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان، انتہائی قابل اعتراض زبان اپنی پریس کانفرنسوں اور ٹی وی کے پروگراموں میں استعمال کرتے ہیں ٹی وی چینلوں کے ناظرین کو شاید وہ بدقسمت پروگرام یاد ہو جس میں ڈاکٹر صاحبہ اور کشمالہ طارق الجھ پڑی تھیں اور پھر اخلاقی زوال کے مظہر فقروں، جملوں اور تبصروں کا ایک جواز بعض سیاستدان یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ وہ تو عوامی لوگ ہیں اور عوامی زبان بول رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ خیال عوام کی توہین کے مترادف ہے یہ ہماری اشرافیہ اور مڈل کلاس کا تاریخی وطیرہ ہے کہ وہ ہر برائی کو ہر برے رویے خیال کو اور یہاں تک کہ بری زبان کو بھی عوام سے منسوب کر دیتے ہیں وہ پسماندہ ناخواندہ اور نیم خواندہ لوگوں کو برائیوں کی جڑ سمجھتے ہیں اور یوں خود اپنی صفوں کی برائیوں اور اپنے ذہن کے گند کو بھی عوام سے منسوب کر دیتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف طعن و تشنیع اور الزام تراشیوں کا یہ کلچر 2013ء کے انتخابات کے بعد اور بھی مضبوط ہوا اب تحریک انصاف کے چیئرمین سیاست کے مرکزی ادارے میں نمودار ہوئے۔ ماضی میں بھی ہوا اپنے مخالفین کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کرتے رہے تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے چوہدری پرویز الٰہی کو جو جنرل پرویز مشرف کے زمانے میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے، سب سے بڑا ڈاکو قرار دیا تھا ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں انہوں نے شیخ رشید کے بارے میں کہا تھا کہ میں اس کو اپنا چپڑاسی بھی بنانا پسند نہیں کروں گا۔

واضح رہے کہ یہ دونوں مضمرات اس وقت عمران خان کے قریب ترین حلیف ہیں۔ ملک کی سیاسی جماعتوں کو بھی مل کر اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ سیاسی کلچر کی بربادی کی تقصان صرف ان کی حریف جماعت کو نہیں بلکہ انکی اپنی جماعت کو بھی پہنچ رہا ہے اس سلسلے میں رائے عامہ کو بیدار کرنے کے لیے سول سوسائٹی بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے سول سوسائٹی کا یہ کام بھی ہونا چاہیے کہ وہ ٹی وی چینلوں کے منتظمین اور سوشل میڈیا سے متعلق قوانین پر عملدرآمد کرانے والے اداروں کو مجبور کریں کہ وہ بداخلاقی کو عام ہونے سے روکنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑا اور مشکل کام ہے لیکن یہ کام کیے بغیر ہم اپنے سیاسی اخلاق کے زوال کے عمل کو روک بھی نہیں سکتے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اخلاقیات کے زوال کے اس رجحان کے آگے بند کس طرح سے باندھا جائے اور اپنی نئی اور آنے والی نسلوں کو یہ کیونکر باور کرایا جائے کہ سیاست ایک مقدس عمل ہے اور انسان کی انفرادی نشوونما اور معاشرے کے ارتقا کے لیے سیاست ناگزیر چیز ہے سیاست اور ریاست کے حقیقی مفہوم کو اجاگر کرنے کے لیے اور سیاسی جماعتوں کے حقیقی جمہوری کردار کو نمایاں کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اول تو موجودہ سیاسی جماعتوں کے سنجیدہ اور مخلص رہنما اور کارکن اپنی جماعتوں کی سطح پر اپنا کردار ادا کرنے کی اہمیت کو سمجھیں۔ ملک کی سیاسی جماعتوں کو بھی مل کر رہیں لہذا معاشرے کی اور ساتھ ہی سیاسیات کی بھی کوئی ایک اخلاقیات نہیں ہوتیں البتہ سیاسی نظاموں میں جن افراد یا گروہوں کو یا اداروں کے طبقوں کو فوقیت حاصل ہوتی ہے انہیں کی اخلاقیات کو معاشرے میں ترویج پانے کے زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں کہنے کو یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ جیسی قوم ویسی قیادت لیکن حقیقت یہ ہے کہ دوسروں پر اثر انداز ہونے اور ان کے اخلاق کی تہذیب یا تخریب کے جو وسائل برسر اقتدار افراد اور حکمران طبقات کو حاصل ہوتے ہیں وہ عوام کو حاصل نہیں ہوتے اور اب جبکہ کارپوریٹ سیکٹر کو ہر شعبہ زندگی بالخصوص سیاست و ریاست میں غیر معمولی عمل دخل ہو چکا ہے،

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

قومی طاقت اور وقار

جب بھی کوئی ریاست اپنی قومی طاقت میں اضافہ یا ترقی کے لیے ٹھوس اقدامات کرتی ہے تو اس کو اکثریت کے ساتھ ساتھ اقلیتوں سے بھی تعلقات کو خوشگوار رکھنا بے حد ضروری ہے قومی مفادات کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنا ہر ریاست اقلیتوں سے تعلقات کے مقاصد ہوتے ہیں آج دنیا کی ہر ریاست چاہتی ہے کہ اس کے پاس زیادہ سے زیادہ طاقت ہو اور وہ اس کے لیے بھرپور کوشش بھی کرتی ہے قومی وقار اور نظریہ کا تحفظ کسی بھی ریاست کی اولین ترجیح ہوتی ہے (xxxix)

پاکستان ایسے ممالک میں شامل ہے جو نظریہ کے نام پر معرض وجود میں آیا قومی وقار کے دفاع کے لیے بھی اقلیتوں کے ساتھ مناسب تعلقات ضروری ہیں نظریہ پاکستان کی اہم خصوصیات میں اقلیتوں کو مساوی حقوق کی فراہمی بھی شامل ہے

حاصل کلام

غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ خوشگوار معاشرتی تعلقات رکھنا نا صرف عصر حاضر کی ضرورت ہے بلکہ اسوہ رسول سے بھی اقلیتوں کے حقوق پورے کرنے کے واضح احکام موجود ہیں میثاق مدینہ اسی سلسلے کی عمدہ مثال ہے پیغمبر آخر الزمان کے نبوی دور کے بعد خلفائے راشدین نے بھی غیر مسلموں کے ساتھ مثالی تعلقات قائم کیے جس کی تفصیلات پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔دور حاضر میں اقلیتوں کیساتھ مزید تعلقات کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے جس کے لیے حکومت کو واضح اور مناسب پالیسی بنانا ہو گی۔ طرفین کے مذہبی پیشوا تعلقات کو مزید مستحکم بنانے اور رواداری و باہمی بھائی چارے کو فروغ دینے کے لیے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔اساتذہ کرام اکثریتی اور اقلیتی طلباء کو ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ رکھیں تا کہ وہ مذہبی مناضرت اور شدت پسندی سے بچ سکیں۔آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے ہر خاص و عام کی اس افادیت سے آگاہ ہے ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا کے ذریعے بین المذاہب رواداری اور انٹرفیتھ پارمنی کے کلچر کو پروموٹ کیا جا سکتا ہے ۔رواداری اور شدت پسندی دو متضاد نظریے ،سوچیں اور طرز حیات کے دو مختلف رویے ہیں چنانچہ ایسا تحریری یا نشریاتی مواد جو شدت پسندی کو فروغ دے اس پر پابندی عائد کرنی چاہیے اور متعلقہ افراد کو سخت اور کڑی سزا دینی چاہیے۔

رواداری انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں پائی جاتی ہے اس وصف کو صرف مذہب کے ساتھ خاص نہ کیا جائے بلکہ انسانی زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی اس کو فروغ دینا چاہیے جیسے معیشت معاشرت ،اور ریاستی معاملات ہیں تا کہ برداشت تحمل اور وسعت نظری کو فروغ دیا جا سکے۔ باہمی ثقافت کو فروغ دینا چاہیے ،علاقائی رسوم و رواج اور اقدار پر مبنی ثقافت ، مختلف عقائد و تصورات کے حامل افراد کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں مدو معاون ثابت ہو گی۔ وسعت نظری کشادہ دلی اور فراخدلی ایسے عوامل ہیں جو رواداری کے وصف کو جنم دیتے ہیں اس لیے مختلف ٹی وی چینل پر ایسے پروگرامز نشر کیے جائیں جس میں وسعت نظری فراخدلی، سہولت اور آسانی سے متعلقہ اسلامی تعلیمات بیان کیے جائیں اسی طرح شدت پسندانہ اقدامات کی خواہ کوئی بھی صورت ہو اس کی شدید مذمت کی جائے اور ان اقدامات کو اسلامی تعلیمات کے منافی قرار دیا جائے۔

یہ ایک آفاقی سچائی ہے کہ انسانی طبیعت میں یہ وصف تعلیم کے نور سے جنم لیتا ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں اس بات کا ذکر کیا گیا کہ تعلیم کا بنیادی ہدف یہ بھی ہے کہ وہ انسانی طبیعت میں رواداری کے اوصاف کی نشو و نما کرتی ہے اس لیے رواداری سے متعلقہ مباحث کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ موجودہ دور میں جہاں ایک طرف سائنسی ترقی عروج پر ہے وہاں دوسری طرف مختلف معاشرتی مسائل بھی تیزی سے بڑھ رہے ہیں شدت پسندی، انتہاء پسندی ، جیسے عفریت نے معاشروں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ مذہبی قتل و غارت گری کا سلسلہ رکنے کا نام نہیں لے رہا ایسے میں رواداری کے اسلامی تصور کو واضح کیا جانا چاہیے اگر مگر لیکن کے الفاظ کے بجائے اسلام کا حتمی موقف دیا جائے۔ میڈیا معاشرتی زندگی پر بہت زیادہ اثر رکھتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ الیکٹرانک ،پرنٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے عوام میں اس شعور کو بیدار کرنا چاہیے کہ رواداری ایک اعلیٰ اخلاقی صفت ہے اور یہ اسلام اور اہل اسلام کا طرہ امتیاز ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

معاشرے میں شدت پسندی کے فروغ میں نمایاں کردار روایتی طریقہ تدریس اور نصاب کا ہے مذہب کی غلط تعبیر و تشریح کی وجہ سے اسلام کا اصلی چہرہ مسخ ہو کر رہ گیا ہے جہاد اور قتال سے متعلقہ آیات کی غلط تعبیر و تشریح کی جاتی ہے اور ان کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے لہذا ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کے اصل چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ بطور مسلمان اسی میں ہماری اخروی نجات ہے اور بطور انسان اسی میں دنیا کا امن ہے۔

حوالہ جات

---

[i] ۔ https://www.express.pk 25Apr.2021

[ii] ۔ https://dailypakistan.com29.Apr.2021

[iii] ۔نوائے وقت ۲۱ مارچ ۲۰۱۴

[iv] ۔ https://www.express.pk 25Apr.2021

[v] ۔ایضاً، ص:۷۵

[vi] ۔ https://dailypakistan.com29.Apr.2021

[vii] ۔نوائے وقت ۲۱ مارچ ۲۰۱۴

[viii] ۔ https://dailypakistan.com12.jan.2018

[ix] ۔ https://www.urdunews.com.27.oct.2019

[x] ۔جنگ روزنامہ ۳۱ جنوری ۲۰۱۹

[xi] ۔آزاد دائرہ المعارف

[xii] ۔ https://www.urdupoint.com

[xiii] ۔ https://www.bbc.com.04.oct.2019

[xiv] ۔ https://www.dawnnews.tv.10.nov.2019

[xv] ۔ https://www.city42.tv.25.jan.2021

[xvi] ۔ https://www.express.pk 25Apr.2021

[xvii] ۔دو قومی نظریہ اور ہندوستانی اقلیتں عبدالمجدی عابد ۱۹ اپریل ۲۰۱۹ Dawn news.T.V

[xviii] ۔ایضا، ص:۵۷

[xix] ۔مصنف عبدالرزاق

[xx] ۔صدیقی، محمد اسلم، (۲۰۰۲ء)، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، مسلمانوں کے غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات اور عصر حاضر، لاہور، جامعہ پنجاب، ص:۴۰

[xxi] ۔المائدہ، ۵:۵

[xxii] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، (س۔ن)، کتاب المرض، باب عیادۃ المشرک ، لاہور، فرید بک سٹال، رقم:۱۳۵۶

[xxiii] ۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، (2004ء)، سنن الترمذی، دارالسلام، الریاض، لاہور، فرید بک سٹال، رقم:۲۳۶۸

[xxiv] ۔بخاری، محمد اسماعیل، (س۔ن)، کتاب الاستقاء باب اذا ا ستشفع المشرکون بالمسلمین، لاہور، فرید بک سٹال، رقم:۱۰۲۰

[xxv] ۔ایضاً، رقم:۳۲۳۱

[xxvi] ۔ابن نجیم، زین الدین، (۲۰۱۰ء)، الجر الرائق شرح کنزالد قائق، مکتبہ الوقعینہ، ج:۸، ص:۳۷۴

[xxvii] ۔مصنف عبدالزاق، ج:۹، ص:۶۷

[xxviii] ۔صدیقی، محمد اسلم، (۲۰۰۲ء)، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، مسلمانوں کے غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات اور عصر حاضر، لاہور، جامعہ پنجاب، ص:۹۰

[xxix] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، (۲۰۰۷ء)، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازہ یہودی، لاہور، فرید بک سٹال، رقم:۱۳۱۲

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

[xxx] ۔ابن ہشام، جمال الدین، (۱۳۴۲ء)، الیسر النبویہ، بیروت لبنان، دار لکتب العلمیہ ، ص: ۳۹۶

[xxxi] ۔بخاری، محمد اسماعیل، (۲۰۰۷ء)، کتاب الاستقاء باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین، لاہور، فرید بک سٹال، رقم: ۲۲۱۶

[xxxii] ۔ایضاً رقم: ۲۵۱۳

[xxxiii] ۔المائدہ، ۵:۵

[xxxiv] ۔ابن ابی شیبہ، (۱۴۹۰ء)، المصنف، کتاب النکاح، سعودی عرب، مکتبہ الرشدہ، رقم: ۱۶۱۶۹

[xxxv] ا۔http://www.bbc.com2015/3

[xxxvi] ۔حدی، ع۔م، بدر، (س۔ن)، نظریہ فائدہ، ریاست اور اقلیتیں، لاہور، فل کا سپل آف پاکستان، ص: ۱۰۳

[xxxvii] ۔عبدالرشید، ڈاکٹر، (س۔ن)، تعلیمی پالیساں اور اصلاح کی تجاویز، لاہور، مطیع میٹروپرنٹرز، ص: ۱۶

[xxxviii] ۔ قاضی، ڈاکٹر سعید اللہ، (۱۹۹۸ء)، تعلیم و تعلم سیرت نبوی کی روح میں، لاہور، میٹروپرنٹرز، ص: ۵۱

[xxxix] ۔لیس، تعجم اکبر، (س۔ن)، بین الاقوامی تعلیمات، لاہور، ایورنیو بک پیلس، ص: ۲۳۲